**منیر نیازی (تبصرہ)**

**تعارف:**

منیر نیازی ضلع ہوشیار پور مشرقی پنجاب سے تھا۔ تقسیم ہند کے بعد وہ لاہور آگئے اور صحافت و فلم لائن سے وابستہ ہو گئے وہاں انھوں نے فلموں کے لئے شاہ کار گیت لکھے۔ حکومت پاکستان نے ان کی فنی خدمات کے اعتراف میں انھیں صدراتی ایوارڈ اور ستارہ امتیاز سے نوازا ان کا مقصد شعری مجموعے شائع ہوئے جن میں تیز ہوا اور تنہا پھول ،ماہ منیر ،دشمنوں کے درمیان شام، جنگل میں دھنک وغیرہ شامل ہیں۔

**خصوصیات کلام:**

ان کے کلام کی خصوصیات درج ذیل ہیں۔

**1۔روایت شکنی:**

منیر نیازی نے شاعری کی مروجہ روایات سے بغاوت کرتے ہوئے اپنی الگ راہ متعین کی ہے۔اس ضمن میں اجتہاد سے کام اور پرانی روایت کو توڑ کر نئے اور تازہ جہاں آباد کئے۔ انھوں نے شاعری کو اپنے خاص آہنگ میں نمایاں کیا جو ان کی وجہہ شہرت ہے۔

ہے جس کے بعد عہد زوال آشنا منیر

اتنا کمال ہم کو خدا نے نہیں دیا

**2۔جدت رنگ:**

منیر نیازی ان شعرا میں سے ہیں جن کا لہجہ تازہ اور جن کی فکر میں حیرت کا رنگ نمایاں ہے۔ وہ اپنی بات کو نئے اسلوب اور ڈھنگ سے پیش کرتے ہیں جن میں ان کی ندرت خیال اور لہجے کا تیکھا پن نظر آتا ہے۔

اُس کے سوا بھی کوگ بہت تھے حسن کے جلوے اور بھی تھے

وہ بھی ہم سے نہیں ملا پھر ہم بھی ا ُ س سے نہیں ملے

اُس کے بعد بہت دن ٹھیرا اُس انجانی بستی میں

بہت دنوں تک خاک اُڑائی اُس میدان بستی میں

**3۔اظہار ملال:**

منیر کی شاعری میں رنج و ملال کی ایک مسلسل کیفیت کا اظہار پایا جاتا ہے۔جس میں انسانی زات کے کرب کا احساس ابھرتا ہے اور وہ اس احساس کو اپنے غم کی دھیمی آنچ سے منسلک اور تیز کرتے ہیں۔

امتحاں ہم نے دیئے اس دارِ فانی میں بہت

رنج کھینچے ہم نے اپنی لامکانی میں بہت

آواز دے یہ عمر بھر کا سفر رائیگاں تو ہے

**4۔ احتجاجی رنگ:**

زندگی کی قدروں اور معاشرتی نا انصافی کے خلاف ان کا لہجہ تلخ ہو جاتا ہے اپنے اس احتجاج کو وہ پوری شدت کے ساتھ بیان کرتے ہیں اور اس میں وہ انتقامی جزبے کے ساتھ پکار اٹھتے ہیں۔

اس تیز سنگ دل کو جلا دینا چاہیے

پھر اس کی راکھ کو بھی اُڑا دینا چاہیے

ملتی نہیں ہمیں پناہ جس زمین پر

اک حشر اُس زمیں پر اٹھا دینا چاہیے

**5۔ خود کلامی:**

منیر کی شاعری میں کہیں کہیں خود کلامی کا انداز بھی نمایاں ہے۔ خود کلامی کی یہ صفت انسانی شعور کی پختگی اور اُس کے شعور کی گہرائی کا پتہ دیتی ہے اور وہ زندگی کی یکسانیت سے اُکتا کر خود اپنے آپ کو منصور وار ٹھراتے ہوئے کہتے ہیں۔

عادت ہی بنا لی ہے تم نے تو منیر اپنی

جس شہر میں بھی رہنا اُکتائے ہوئے رہنا

**6۔حسن و عشق:**

منیر نیازی کےکلام میں حسن و عشق کی مستی اور اس کی رنگینی بھی ملتی ہے۔ جس سے اُن کے جذبہ عشق اور اس سے متعلق انسانی شعور کے گہرےمشاہدے کا احساس ہوتا ہے اُن کی نظر میں عشق کا ر ہوس کا نام میں بلکہ ایک پاکباز عمل ہے۔

اُس حسن کا شہوہ ہے جب عشق نظر آئے

پردے میں چلے جانا شرمائے ہوئے رہنا

مدت کے بعد آج اسے دیکھ کر منیر

اک بار دل تو دھڑکا مگر سنبل گیا

**7۔ہجرت کا کرب:**

تقسیم ہند اور پھر ہجرت نے منیر کی شخصیت کو بہت متاثر کیا جس کے نتیجے میں ملنے والا دکھ درد اِن کے کلام میں نمایاں نظر آتا ہے وطن سے بچھڑنے کا اور پھر اُس سے بچھڑ جانے کا شدید احساس ان کی شاعری میں ملتا ہے۔ منیر نے درد کی اس کیفیت کو جس طرح پیش کیا ہے وہ بھی منفرد ہے۔

وہ جو اپنا یار تھا کسی اور شہر میں جا بسا

کوئی اور شخص اس کے مکان میں کسی اور شہر کا آبسا

وہ جو اس جہاں سے گزر گئے کسی اور شہر میں زندہ ہیں

کوئی ایسا شہر ضرور ہے ان ہی دوستوں سے بھرا ہوا

**8۔سیاسی و سماجی حالات کی عکاسی:**

منیر اپنے عہد سے بے خبر نہیں ہیں وہ اپنی ساتھ ہونے والے سیاسی و سماجی حالات کا بغور جائزہ لیتے ہیں اور ان مشکالات اور مسائل کی نشاندہی کرتے ہیں جنحوں نے ہمارے معاشرے کی ترقی میں بے پناہ رکاوٹیں کھڑی کر ولی ہیں۔

اس شہر یہ آسیب کا سایہ ہے یا کیا ہے منیر

کہ حرکت تیز تر ہے اور سفر آہستہ آہستہ

**9۔گیت نگاری:**

منیر نیازی فلموں سے بھی وابستہ رہے جہاں انھوں نے کئی عمدہ نغمے اور گیت تحریر کئے۔اس صنف میں انھوں نے قدیم اور ضدید دونوں روایات کو بخوبی نبھایا ہے۔

* زندہ رہیں تو کیا جو مر جائیں ہم تو کیا

دنیا سے خاموشی سے گزر جائیں ہم تو کیا

* جس نے میرے دل کو درد دیا

اُس شکل کو میں نے بھلا یا نہیں

**ملکہ بلقیس کا محل (خلاصہ)**

**تعارف مصنف:**

قمر علی عباس کی شناحت ان کے سفر ناموں کے باعث ہے انھوں نے ابتداء میں محبوب کے لئے کہانیاں اور ناول بھی لکھے ان کی تحریر شگفتہ رواں اور سلیس ہے ۔قاری ان کی خصوصیات اور ان کی تحریر سے لطف اندوز ہوتا ہے۔لندن لندن، مغداد زندہباد،کینیڈا انتظار میں،دلی دور ہے، قرطبہ قرطبہ وغیرہ وغیرہ ان کے نمایاں سفر نامے ہیں۔

**خلاصہ:**

حضرت سلمان﷣نے دربار لگایا تو ہدہدغائب تھا تلاش کرنے پر ہدہد کو ان کے سامنے پیش کیا گیا۔ حضرت نے کہا کہ غیر حاضری کی معقول وجہ پیش کروجس پر اُس نے انھیں شہر سبا کے بارے میں بتایااور شہر سبا کی ملکہ کی شان و شوکت اس کے دربار کا حال اُس کے حسنِ و جمال اور زہانت سب احوال زن کے گوش گذار کردیا۔اُس نے ملکہ کے رویے دین ہونے اور سورج کی پرستش کے بارے میں بھی بتایا حضرت ﷣نے ہدہد کو اعزاز بخشااوراُس کے ذریعےملکہ کو خط بھجوایاجس میں اُسے دین اسلام کی دعوت دی گئی تھی۔ ملکہ نے اپنی فہم و فراست سے اندازہ لگالیا کہ دین اسلام قبول کیےبغیر جاری نہیں ورنہ یہ شان و شوکت ،تخت و تاج، امن وسکون سب خاک میں مل جائے گا۔ملکہ نے امتحان کی غرض سے قیمتی تحفے روانہ کیے۔حضرت سلیمان﷣نے تحفے قبول کرنے کے بجائے دین اسلام کی دعوت پر اصرار کیا۔ملکہ دل میں اُن کی سچائی کی قائل ہوگئی تھی البتہ اُس نے ان سے معجزے کی خواہش کی حضرت سلیمان ﷣نے ایک جن کی مدد سے اُسکا تخت منگوالیا اور ملکہ کے لئے ایک حسین و جمیل شیشے کا محل اور فرش بنوایا کہ ملکہ بھی شیشے کے فرش کو پانی سمجھ بیٹھی ملکہ نے حضرت ﷣ کے ہاتھ پر دین اسلام قبول کرلیا پھر ملکہ نے اُن سے اُڑن گھوڑوں کی فرمائش کی ایک جن نے اُن کے حکم پر وہ اُڑن گھوڑے پیش خدمت کئے بعد میں حضرت سلیمان﷣ کے حکم پر اُن کے پر کاٹ دئیے کئے کہا جاتا ہے کہ آج جو اچھی نسل کے گھوڑے ہیں وہ اُن ہی کی نسل سے ہیں۔ ملکہ اُن گھوڑوں سے بہت خوش ہوئی اور بقیہ زندگی اُس نے حضرت سلیمان﷣ کے ساتھ خوش و ضرم گذاردی۔

**رباعیات (سوال و جواب)**

س1۔ اس نے اپنی رباعی میں کن دو خوبیوں کا ذکر کیا ہے۔

ج۔ اس نے رباعی میں دو خوبیوں کا ذکر کیاہےجس میں دوست دشمن سب کی توجہ سے سننا اور غیر ضروری بات ترک کرکے اہم اور ضروری چیز لے لینا شامل ہے۔

س2۔ جوش نے اپنی رباعی میں زندگی کی کیا حقیقت بیان کی ہے۔

ج۔ جوش نے اپنی رباعی میں زندگی کی یہ حقیقت بیان کی ہے کہ وہ لوگ جو زندگی کے مصائب و الم اورغم کو ثابت قدمی اور صبر و حوصلے کے ساتھ برداشت کرتے ہیں وہ زندگی کی مسرتوں اور خوشبوں کو پالتے ہیں۔

س3۔ امجد حیدری آبادی نےاس رباعی میں کیا نصیحت کی ہے؟

ج امجد حیدری آبادی نے اس رباعی میں خدا کا ذکر کیا ہے کہ ہر معاملے میں بندے کو اللہ تعالٰی سے رجوع کرنا چائیے وہ ہی سننے والا اور دینے والا ہے ہماری ہر مشکل اور التجا صرف اُسیسے ہونی چاہئے اور اس یقین کے ساتھ کہ وہ ہی عطا کرنے والا ہے ۔اُس سے طلب کرنے کے آداب یہ ہی ہیں کہ گڑ گڑا کر لجاجت کے ساتھ اُسے پکارو،وہ ہی ہے جو بندوں کی سنتا ہے اور اُسی حاجت اور ضرورت پوری کرتا ہے اگر بندگی کا مفہوم یہ ہی ہے کہ ہم اپنے رب کو خالص توحید کے ساتھ یاد کریں۔

س4۔ حب وطن کے تقاضے کے طور پر صادق دہلوی نے کیا ترغیب سی ہے۔

ج۔ صادق دہلوی نے اپنی رباعی میں وطن سے محبت اور اس کی اہمیت پرزور دیتے ہوئے کہا ہے کہ انسان کو اپنے وطن کو یاد رکھنا چایئے دل میں وطن کی محبت ہونی چاہیئے جیسے سورج کو روشنی اور باغ کو پھول سے نسبت ہے ایسے ہی انسان اور وطن میں تعلق ہے۔ہر لمحے وطن کی یاد اور محبت رہے کوئی لمحہ وطن کی محبت سے خالی نہ رہے۔جب وطن کا تقاضا ہے کہ اگر پر دیس میں ہوں تو وطن کی محبت اور عظمت دل میں قائم و آباد اہے۔

س5۔ رباعی کے کیا معنی ہیں اس کی ہیئت بیان کریں۔

ج۔

**صادق دہلوی حب طن (رباعی)**

**جلوہ ہو تو سورج کی کرن ہی میں رہو**

**تم پھول اگر ہوتو چمن ہی میں رہو**

**ہر لمحہ رہے یادِوطن حب وطن**

**پر دیس میں رہ کر بھی وطن ہی میں رہو**

**تعارف شاعر:**

اردو رباعی کی تاریخ میں جہاں دیگر شعراء کے نام آتے ہیں وہاں صادق دہلوی بھی ایک نمایاں شخصیت ہیں وہ ایک ماہر تعلیم ، ادیب اور ممتاز شاعری کی ھیثیت سے جانے جاتے ہیں ان کی شاعری میں مسائل حیات کو بیان کیا گیا ہے۔ ان کی رباعیات میں اخلاقی اور حکمانہ خیالات کا اظہار نہایت عمدہ انداز میں کیا گیا ہے۔ ان کی رباعیات فنی شاعری کے تقاضوں اور کو نہایت سادگی اور پر کاری سے پیش کرتی ہیں۔

**تشریح:**

شاعر اس رباعی میں حب وطن کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ انسان کا اپنے وطن اور مٹی سے رشتہ بہت اہم ہے جیس سورج اور روشنی چمن اور پھول میں نسبت ہے ویسے ہی وطن اور انسان کا تعلق ہے اپنے اندر وطن پرستی اور محبت کو دو۔

**جوؔ ش ملیح آبادی (عرفانِ حیات)**

**دنیا میں ہیں بے شمار آنے والے**

**آتے ہی رہیں گے روز جانے والے**

**عرفانِ حیات ہو مبارک تجھ کو**

**اے شدتِ غم پہ مسکرانے والے**

**تعارف شاعر:**

**تشریح:**

جوش اس رباعی میں کہتے ہیں کہ دنیا میں بے شمار لوگ آئے اور گئے اور یہ سلسلہ یوں ہی چلتا رہے گا لیکن زندگی کی حقیقت کو صرف وہ ہی لوگ سمجھ سکتے ہیں کہ جو دنیا کے رنج و غم اور مصائب و مشکلات کا ڈٹ کر مقابلہ کرتے ہیں صبرو حوصلے اور خندہ پیشانی کے ساتھ ان سے نبر آزماا ہوتے ہیں ہستے مسکراتے ان کو برداشت کرتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ زندگی میں کامیابی ان ہی کو ملتی ہے جو ایسے اوصاف و کردار کے مالک ہوں اور مشکلات میں مسکرانے کے فن سے واقف ہوں۔